بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر و نظر

بسلسلہ کل پاکستان مدارس اہلحدیث کنونشن

وفاق المدارس السلفیہ کے زیر اہتمام

یکسانی نصاب اور وحدتِ نظامِ تعلیم کے لئے تجاویز

قبل ازیں ہم کُل پاکستان مدارس اہل حدیث کنونشن میں مندوبین کی تجاویز کا خلاصہ پیش کر چکے ہیں، جن کو مرتب و منظم کرنے اور عملی شکل دینے کا کام ممتاز علماء اور تجربہ کار اساتذہ پر مشتمل ایک نمائندہ پچیس رکنی کمیٹی کے سپرد ہوا تھا۔ جس کی ابتدائی سفارشات برائے نصاب بھی قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ بعد ازاں متذکرہ بالا "تجاویز کمیٹی" نے دو اجلاسوں مؤرخہ ۲۶ر اپریل اور ۷ر جون میں نصاب و نظامِ تعلیم کی وحدت کے لئے پیش کردہ تجاویز کو عملی شکل دینے کے لئے ترجیحات قائم کیں، بعض ضروری امور کی وضاحت کی اور نصابِ تعلیم کے لئے اپنی سفارشات مکمل کر لیں، جو درج ذیل ہیں:

بلاشبہ وفاق المدارس السلفیہ، پاکستان کے کل مدارسِ اہل حدیث اور جامعات کو متحد اور منظم کرنے کا کام کر سکتا ہے۔ بالخصوص حکومتِ پاکستان کی اعلیٰ تعلیمی اتھارٹی "یونیورسٹی گرانٹس کمیشن" اسلام آباد کی طرف سے تمام سرکاری و نیم سرکاری اداروں اور دانش گاہوں کو (جن میں ۱۹ یونیورسٹیاں بھی شامل ہیں) وفاق کی آخری سند کی منظوری کے بارے میں نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد اس کی حیثیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ یونیورسٹیاں اور دیگر ادارے اپنے علیحدہ نوٹیفکیشن بھی جاری کر چکے ہیں اور سکولوں کے علاوہ کالجوں، یونیورسٹیوں کی لیکچرر شپ کے لئے بھی "وفاق کی آخری سند کے حاملین" اہل قرار دیئے گئے ہیں۔ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ایسی شہادات کے حاملین، سرکاری ملازمت اور مقابلے کے امتحانوں میں

بھی شرکت کر رہے ہیں، لیکن سلیکشن اور مسابقت میں کامیابی کے لئے ایم اے کے مساوی سند سے قبل میٹرک، ایف اے، بی اے کے مساوی اسناد بھی ضروری ہیں کیونکہ تحریری و تقریری امتحانات کے علاوہ اسناد کے علیحدہ علیحدہ نمبر شمار کئے جاتے ہیں اور ان میں ڈویژن کا بھی حساب ہوتا ہے۔ لہٰذا وفاق المدارس السلفیہ کا وحدتِ نصاب کی صورت میں سب مراحل کے امتحانات لینے کا اقدام درست ہے، ان کی فہرست اگرچہ طویل ہے تاہم چند فوری اثرات میں سے ایک یہ ہے کہ وفاق کی مرحلہ وار اسناد کی موجودگی میں، مدارس و جامعات کی اسناد ہی بنیاد ہوتی تھیں، لیکن اس تبدیلی کے بعد وفاق کے تحت مرحلہ وار امتحانات میں بیٹھنے کے لئے اس سے پہلے مرحلہ کی سند بنیاد بنے گی۔ اس طرح درجہ بدرجہ سارے مراحل سے گزر کر ہی آخری امتحان میں بیٹھنا ممکن ہوگا۔

دوسرا فوری اثر یہ ہوگا کہ ہر دو سالہ مرحلے کا امتحان کم از کم دو سال بعد ہی دیا جا سکے گا، لہٰذا مدارس کی خود بخود درجہ بندی ہو جائے گی جس کے نتیجہ میں طلباء کے داخل، خارج اور تبادلہ مدارس میں سرٹیفیکیٹ سسٹم بھی رائج ہوگا۔ یا کم از کم مطلوبہ مرحلہ سے قبل کے مرحلہ میں کامیابی کی سند پیش کرنی ہوگی۔ اس طرح صرف وہی مدارس ایم اے تک جا سکیں گے جو سارے مراحل کا خاطر خواہ انتظام کر سکتے ہوں۔ گویا بخاری شریف وغیرہ کتب صرف چند جامعات تک محدود رہ جائیں گی۔

مشترکہ امتحان کا ہی ایک تقاضا وحدتِ نصاب بھی ہے، جو بڑا مثالی تصور ہے، لیکن بیک جنبشِ قلم ملک بھر کے مدارس و جامعات کے نصابات ختم کر کے انہیں ایک نظامِ تعلیم میں پرونا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ اہلِ فکر و دانش پر یہ مخفی نہیں کہ یکسانئ نصاب اور وحدتِ نظامِ تعلیم کے سلسلے کی مساعی پاکستان بننے کے بعد سے ہمارے اکابرین کا مطمحِ نظر رہی ہیں، لیکن ایسی بہترین خواہشات ابھی تک تشنۂ تکمیل تھیں، کیونکہ ایک مشترکہ نصاب کی تدوین ہی کافی نہیں بلکہ جملہ جامعات و مدارس کو یکساں نظامِ تعلیم میں مربوط بھی کرنا ہوگا۔ پھر یکسانئ نصاب ہو یا وحدتِ نظامِ تعلیم، کوئی کام بھی مدارس کو اعتماد میں لئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے لئے مدارس کی مدد بھی کرنی پڑے گی، جو مالی بھی ہوگی اور کتب و مدرسین کی شکل میں بھی۔ حاصل یہ ہے کہ یہ سنہری خواب بھرپور اعتماد اور مسلسل محنت کے ساتھ ہی شرمندۂ تعبیر ہوگا۔

اس سلسلے کا بنیادی مسئلہ وفاق کا مسلّمہ دستور ہے۔ حیرت ہے کہ وفاق المدارس السلفیہ، جو پاکستان کے کل اہلحدیث مدارس و جامعات کا نمائندہ ہونے کا دعویدار ہے اور اسی بناء پر یکجائی نصاب اور وحدتِ نظامِ تعلیم کی ہدایات جاری کرتا ہے، اس کا کوئی معروف آئین و دستور نہیں اور نہ ہی کوئی ایسی سپریم کونسل ہے جو مشہور اساتذہ اور تجربہ کار علماء پر مشتمل ہو۔ پچھلے دنوں وفاق المدارس السلفیہ کے مشترکہ نصاب کے ضمن میں ایسی کونسل کا ذکر سننے میں آیا، لیکن کنونشن کی نمائندہ "تجاویز کمیٹی" میں شامل ان حضرات نے بھی اس کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا، جو وفاق کے مرکزی اداروں کے شیوخ ہیں۔ لہٰذا انہوں نے وفاق کے پیش کردہ "مشترکہ نصاب" کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کیا۔

وفاق المدارس السلفیہ کے لئے کل پاکستان مدارس و جامعاتِ اہل حدیث کا نمائندہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی مرکزی کمیٹی جملہ مدارس و جامعات کی نمائندہ ہو اور اس کے ارکان بھی مشاہیر شیوخ اور تجربہ کار علماء ہوں۔ اس سلسلے میں ایک بات قابلِ ملاحظہ یہ ہے کہ سوئے اتفاق سے اہلحدیث پاکستان میں چار پانچ تنظیموں سے منسلک ہیں۔ جن میں خود جمعیۃ اہل حدیث کے دو دھڑے باہمی کشمکش کا شکار ہیں۔ اگرچہ تنظیم مدارس کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ مدارس میں ایسی کوئی تفریق نہیں، کیونکہ اہل حدیث کے کل مدارس اور جامعات ایک ہی وفاق کے تحت امتحانات میں شرکت کرتے ہیں، لہٰذا مرکزی کمیٹی کی تشکیل میں یہ پہلو بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ وہ کسی ایک دھڑے کی نمائندہ نہ ہو۔ مسلمہ تعلیمی تصور بھی اس کا مؤید ہے کہ تعلیم کو ملکی یا جماعتی سیاست سے الگ تھلگ رہنا چاہئے۔ کیونکہ اگر حکومتوں کی تبدیلی یا جماعتی اقتدار کی کشمکش میں تعلیم گاہوں کو اکھاڑہ بنا لیا جائے، تو اُس کا نتیجہ بے لاگ علم کی بجائے، دھڑے بندی اور اقتدار کی کشمکش کی تربیت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی یونیورسٹیاں خود مختار ہیں، باوجودیکہ اُن کا بجٹ بھی حکومت مہیا کرتی ہے۔ ان کی اس

حیثیت نے انہیں شدید استبدادی حکومتوں کے دور میں بھی کافی حد تک تحفظ مہیا کیا ہے۔ مختصر یہ کہ اس مسئلہ تعلیمی تصور کا لحاظ وفاق کی مرکزی کمیٹی میں بھی رکھنا چاہئے، جس کے لئے کم از کم اتنا ضروری ہے کہ جماعتی عہدیدار ہی وفاق کے عہدے دار نہ ہوں، بلکہ ان کی رکنیت تعلیمی تجربہ اور علمی قابلیت کی بناء پر ہونی چاہیئے۔ وفاق المدارس السلفیہ کے علاوہ ملک کے تینوں وفاقوں نے اس کا لحاظ رکھا ہے کہ ان کے جماعتی عہدیدار اور وفاق کے عہدیدار الگ الگ ہیں۔ خود ہر مکتبۂ فکر کے علیحدہ وفاق کا تصور ہی اس پر مبنی ہے کہ دینی تعلیم آزاد رہے اور حکومت کی بھی اس میں مداخلت نہ ہو۔

یہاں ایک ضمنی مسئلہ یہ بھی ہے کہ وفاق سے متعلق صرف طلباء کے مدارس یا جامعات نہیں، بلکہ طالبات کے مدارس بھی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی رُو سے عورت کا دائرہ کار مردوں سے مختلف ہے۔ اس لئے ان کا نظامِ تعلیم و تربیت بھی نہ صرف مخصوص ہونا چاہئے، بلکہ ان کا معاملہ مرد حضرات سے کم از کم وابستہ ہونا چاہیئے۔ لیکن وفاق کے تحت ایسا کوئی اہتمام نہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے بعض امور کی نگرانی عورتیں کرتی ہیں۔ لیکن اس کے بارے میں یہ شکایات عام سننے میں آرہی ہیں کہ جماعتی یا وفاق کے عہدیداروں کی بیگمات اور رشتہ دار صرف قرابت داری کی وجہ سے طالبات کے سنٹروں اور امتحانات کی ذمہ دار بن گئی ہیں۔ حالانکہ تعلیمی قابلیت اور جماعتی عہدیدار سے قرابت داری، دو الگ الگ امور ہیں، ان کو باہم مدغم نہ ہونا چاہیئے۔ لہٰذا کمیٹی ہذا کی سفارش یہ ہے کہ عورتوں کے لئے نہ صرف نصاب علیحدہ ہو، بلکہ ان کا بورڈ بھی علیحدہ ہو، جس میں صرف اہلِ علم، تجربہ کار خواتین ذمہ دار ہوں۔ البتہ وفاق المدارس کی مرکزی کمیٹی میں کسی

لجنہ مشق بزرگ کو اس خواتین بورڈ کا نگران بنا کر بورڈ کو وفاق کے تابع رکھا جا سکتا ہے۔

وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کی موجودہ اعلیٰ حیثیت کی مناسبت سے چند دیگر درج ذیل امور قابلِ توجہ ہیں:

۱ ـــــ وفاق کو یونیورسٹیوں سے اپنے رابطے مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ پبلک سروس کمیشن کے سلیکشن بورڈ میں بھی اپنے ہم خیال افراد کی شمولیت کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی کمیٹیوں میں خصوصیت سے ایسے افراد کو شامل کیا جا رہا ہے جو سرے سے دینی مدرسے ہی کی اہمیت سے انکاری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انٹرویوز میں وہ عموماً ایسے نازک سوالات کرتے ہیں جو علمائے دین کے خلاف لادین عناصر اور ملحدین کا پرانا حربہ ہیں۔

۲ ـــــ وفاق کے تحت امتحانات کے مراکز کم از کم ہر ڈویژن کی سطح پر ہونے چاہئیں، اور مخصوص مدارس کو نوازنے کے بجائے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہاں سہولتیں اور انتظامات بہتر ہو سکیں۔ نیز امتحانوں میں غیر جانبداری بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں بدگمانیوں کا مکمل ازالہ ہونا چاہیئے۔

۳ـــ وفاق کے تعلیمی مراحل کے نام ایسے مقرر کئے جائیں جو ملک میں عصری نظامِ تعلیم سے ہم آہنگ ہونے کے علاوہ بین الاقوامی سطح پر بھی معروف ہوں۔ مثلاً ایف اے کے مساوی امتحان کا نام "اعلیٰ ثانوی" کی بجائے "ثانویہ خاصہ" رکھا گیا ہے، جو محلِ نظر ہے۔

۴ ـــــــ وفاق المدارس کا معادلہ اسلامی ممالک خصوصاً عرب ممالک سے نہیں ہے اور نہ ہی وفاق المدارس، "رابطۃ الجامعات الاسلامیۃ العالمیہ" کا ممبر ہے، حالاں کہ یہ نہایت ضروری ہے۔

۵ ـــــــ وفاق المدارس کی طرف سے ایک "جائزہ کمیٹی" مقرر کی جائے جو جملہ مدارس و جامعات کے کوائف جمع کرے۔

۶ ـــ وفاق المدارس کے نصاب کو معیاری بنانے کے لئے قابل اساتذہ کا وجود بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اس طرح ڈگریوں کو تسلیم کرانے کے ساتھ ساتھ اساتذہ کو مشاہروں کے سکیل بھی "نیشنل پے سکیل" کے مطابق ملنے چاہئیں۔

۷ ـــــــ ہمارے ہاں تجوید و قرأت کے مدارس مخصوص ہیں، ان کا نصاب بھی نظرِ ثانی کا محتاج ہے۔ ان کے نصاب و نظام میں وحدت پیدا کر کے انہیں بھی کم از کم ایف اے کے مساوی قرار دیا جائے، تاکہ اعلیٰ تعلیم میں وہ بھی نہ صرف شامل ہو سکیں، بلکہ مستقبل میں ان کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام کلیۃ القرآن کی طرز پر کرنے کا عزم کرنا چاہیئے۔

۸ ـــــــ زنانہ مدارس میں مڈل کے بعد آٹھ سالہ نصاب تمام طالبات کے لئے نامناسب ہے۔ کیونکہ ہمارے معاشرتی حالات میں نہ تو ہر طالبہ اتنی مدت صرف کر سکتی اور نہ ہی ہر طالبہ کے لئے مکمل اعلیٰ تعلیم ضروری ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ جو طالبات آئندہ مستقل تدریسی اور علمی خدمات کو اختیار کرنے کا ارادہ نہ رکھتی ہوں وہ ایف اے تک تعلیم مکمل کر کے فارغ ہو سکیں۔ چنانچہ اس غرض سے مناسب نصاب وضع کرنے کے ساتھ ساتھ ایم اے کے علاوہ دیگر اسناد

کا معادلہ بھی ضروری ہے۔ واضح رہے کہ ابھی تک صرف ایم اے کی سند منظور ہے۔

۹۔ ——— یہ مسلّم امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی صلاحیتیں اور رجحانات مختلف رکھے ہیں، لہٰذا تمام طلباء کو ایک ہی طرح کا نصاب پڑھانا مناسب نہیں۔ اس کے اندر الگ الگ سٹڈی گروپ اور مضامین کے انتخاب کا موقع ملنا چاہیئے۔ اسی طرح ایسے مناہج کے معادلوں کا مسئلہ بھی حل طلب ہے۔

۱۰۔ ——— وفاق کے نظامِ تعلیم کو اپنانے سے خود بخود مدارس کی درجہ بندی ہو جائے گی (جیسا کہ اوپر ذکر ہوا) لہٰذا ایسے مدارس کو نچلے درجوں تک رکھنے سے مالی نقصان بھی ہوگا، کیونکہ عام تاجر طبقہ معروف کتبِ احادیث و تفاسیر کی تدریس کے لحاظ سے بھی تعاون کرتا ہے۔ ان کے مالی تعاون کے علاوہ کتابوں اور مدرسین کی صورت میں بھی ان کا تعاون کرنا ہوگا۔

متذکرہ بالا سفارشات کا زیادہ تعلق نظامِ تعلیم سے ہے۔ جہاں تک نصاب کا تعلق ہے، اس کے بارے میں کمیٹی ہٰذا یہ سفارش کر چکی ہے کہ اس سلسلے میں کتابوں کے ناموں اور مقررہ حصّوں کی زیادہ اہمیت نہیں، کیونکہ تدریس کے وقت مصنف کے بجائے علم سامنے ہوتا ہے۔ لہٰذا وحدتِ مناہج کا اہتمام ہونا چاہیئے، جس کے لئے کمیٹی نے الگ سفارشات تیار کی ہیں، جو نصاب کمیٹی کے سپرد کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ!

رابطہ مدارس کمیٹی

مولانا محمد عبدہٗ
مولانا عطاء اللہ حنیف
مولانا محمد صدیق سرگودھا
حافظ محمد اسحٰق

مولانا ابو البرکات احمد	حافظ محمد بنیامین
مولانا عبد الحمید ہزاروی	حافظ ثناء اللہ مدنی
مولانا عزیز زبیدی	حافظ عبد الرحمٰن مدنی
مولانا عبد الرشید راشد ہزاروی	پیر محمد یعقوب
پروفیسر غلام احمد حریری	پروفیسر ظفر اقبال
مولانا عبد العزیز نورستانی	مولانا بشیر سیالکوٹی
حافظ عبد العزیز چھتوی	مولانا عبد اللہ امجد چھتوی
مولانا عبد الرحمٰن کیلانی	مولانا محمد صدیق گوجرانوالہ
حافظ مسعود عالم	حافظ عبد الرشید اظہر
پروفیسر حافظ مسعود	قاضی محمد اسلم سیف

حافظ عبد السلام فتح پوری

(ادارہ)

حجیتِ حدیث

ردِّ تقلید اور حدیث کے حجتِ شرعیہ ہونے پر

شیخ ناصر الدین البانی کی مایہ ناز کتاب

ضخامت	ترجمہ	قیمت
۸۰ صفحات	حافظ عبد الرشید اظہر	۹ روپے صرف

ناشر: ادارہ محدث ۹۹ جے۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور